اہل دِل کی
دِل آویز باتیں
مؤلفہ
محدّث جلیل ابو المآثر حضرت مولانا حبیب الرحمٰن الاعظمیؒ
ناشر
المجمع العلمی
مرکز تحقیقات وخدمات علمیہ
پوسٹ بکس ۱، مئو ۲۷۵۱۰۱ (الہند)

اہلِ دل کی دل آویز باتیں

مؤلفہ

محدث جلیل ابو المآثر حضرت مولانا حبیب الرحمٰن الاعظمیؒ

ناشر

مرکز تحقیقات و خدمات علمیہ

پوسٹ بکس ۱۱، مئو ۲۷۵۱۰۱ (الہند)

نام کتاب	:	اہل دل کی دلآویز باتیں
تصنیف	:	حضرت محدث کبیر مولانا حبیب الرحمٰن الاعظمیؒ
صفحات	:	۵۵
سن اشاعت	:	۱۴۲۲ھ = ۲۰۰۱ء
طبع دوم	:	ایک ہزار
ناشر	:	المجمع العلمی، مرکز تحقیقات وخدمات علمیہ، مئو
قیمت	:	

ملنے کا پتہ

مرقاۃ العلوم - پوسٹ بکس نمبر ۱

مئوناتھ بھنجن - ۲۷۵۱۰۱

یوپی انڈیا

فہرست

حصہ اول

حصہ دوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمہید

پیش نظر رسالہ محدث جلیل ابوالمآثر حضرت مولانا حبیب الرحمٰن الاعظمی نور اللہ مرقدہ کا تحریر فرمودہ ایک مختصر رسالہ ہے، اس میں حضرت مصنف علیہ الرحمۃ نے صوفیاء اصفیاء، بزرگان دین اور اولیاء عظام کے سبق آموز، روح پرور اور ایمان افروز واقعات کو متعدد کتابوں سے چن کر مرتب کیا ہے۔ اس کا پہلا اڈیشن ۱۳۶۰ھ میں معارف پریس اعظم گڈھ سے طبع ہو کر شائع ہوا تھا، وہ اڈیشن نہایت مقبول ہوا، اور دیکھتے ہی دیکھتے ختم ہو گیا، اس کی مقبولیت کی دلیلوں میں سے ایک دلیل حکیم الامت حضرت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے وہ تاثرات ہیں جو آپ نے اس کے مطالعہ کے بعد قلمبند فرمائے تھے، اور جو اس کے دوسرے جزء کے سر آغاز پر تحریر ہیں، لیکن اس مقبولیت اور لوگوں کے اصرار کے باوجود اس کا دوسرا اڈیشن نہیں چھپ سکا۔

حضرت محدث کبیر رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد جب ان کے علمی کارناموں کو از سر نو شائع کرنے کا پروگرام بنایا گیا، تو اس رسالہ کو بھی کمپوزنگ کے لیے دیا گیا، مگر جب یہ کمپوز ہو کر آیا تو اغلاط سے بھرپور تھا، ہر صفحہ کی ہر سطر میں

غلطیوں کی بھر مار تھی، اس کے بعد جب اس کو تصحیح کے لیے دیا گیا تو بڑی دقت پیش آئی، جس کی وجہ سے اس کے چھپنے میں تاخیر ہوتی گئی، اور اس طرح اس کی کتابت کے بعد سے تقریباً ڈھائی تین برس کا عرصہ گزر گیا، اس اثناء میں واقف کاروں کی طرف سے تقاضا بھی شدید سے شدید تر ہوتا رہا، بہر حال اب جا کر کسی طرح اس قابل ہوا کہ پریس کے حوالے کیا جا سکے۔ اس کے باوجود بھی اگر اس میں غلطیاں رہ گئی ہوں تو قارئین سے گزارش ہے کہ درگزر سے کام لیں۔

یہ رسالہ کیا ہے "از دل خیزد بر دل ریزد" (دل سے نکلتا ہے اور صفحۂ دل پر نقش ہو جاتا ہے) کا مصداق ہے، چھوٹے چھوٹے مختصر واقعات ہیں، جو دل میں اتر جائیں تو زندگی کی کایا پلٹ دیں اور حالت سنوار کر رکھ دیں۔ خدا سے دعا ہے کہ ان مختصر صفحات کو امت کے حق میں زیادہ سے زیادہ مفید و نافع اور سبق آموز بنائیں، اور ہر طبقہ کو اس سے استفادہ کی توفیق نصیب فرمائیں، آمین۔

حامداً ومصلیاً

بزرگان دین رحمہم اللہ تعالیٰ کے بابرکت حالات وسوانح اور ملفوظات کے پڑھتے وقت اکثر ایسے فقرے نظر سے گذرے، جو آنکھوں کی راہ سے دل میں اتر گئے، دل نے لطف اٹھایا اور ایمان نے لذت پائی جی چاہا کہ جو مزہ میں نے پایا ہے وہ دوسرے اہل ایمان بھی پائیں اسی جذبہ نے ان منتشر فقروں کو ایک ایک سلک گہر میں پرو کر پیش کرنے کی ہمت کی۔ امید ہے کہ حکمت کے طالب مومن اس گم شدہ دولت کی قدر فرمائیں گے۔

ابوالمآثر حبیب الرحمٰن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وقت کی قدر و قیمت

ایک بار شیخ شہاب الدین سہروردی اپنے پیر ابوالنجیب عبدالقاہر کے ساتھ حرم کعبہ میں حاضر تھے، شیخ ابوالنجیب پر اس وقت ایک مخصوص حالت طاری تھی۔ اسی حالت میں حضرت خضر تشریف لائے، شیخ نے کچھ توجہ نہ کی خواجہ خضر تھوڑی دیر کھڑے رہ کر چلے گئے، جب شیخ کو اس حالت سے افاقہ ہوا تو شیخ شہاب الدین نے عرض کیا کہ حضرت! "یہ کیسی بات ہوئی کہ ایک نبی آپ کی زیارت کو تشریف لائے اور آپ نے توجہ بھی نہ کی یہ سن کر شیخ ابوالنجیب کا چہرہ سرخ ہو گیا اور شیخ شہاب الدین

کی طرف تیز تیز نگاہوں سے دیکھا اور فرمایا کہ تم کیا جانو! خضر اگر لوٹ گئے تو پھر آئیں گے لیکن حق تعالیٰ کے ساتھ جو ہم کو یہ موقع نصیب ہوا تھا پھر نہ ملتا اور اس کی حسرت قیامت تک رہ جاتی ابھی یہ فرما ہی رہے تھے کہ خواجہ خضر دوبارہ تشریف لائے شیخ کھڑے ہو گئے چند قدم بڑھ کر استقبال کیا اور نہایت تواضع و خاکساری کے ساتھ پیش آئے۔(۲۷)

شیخ بہاء الدین اور بابا فرید

حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی نے ایک دفعہ بابا فرید کو خط لکھا اس خط میں ایک بات یہ بھی لکھی تھی کہ ہمارے تمھارے درمیان عشق بازی ہے، بابا فرید نے جواب میں تحریر فرمایا کہ ہمارے تمھارے درمیان عشق ہے، بازی (کھیل) نہیں ہے۔(۲۶)

شیخ محمد اجل شیرازی کی دعائے باراں

غزنی میں ایک سال پانی نہیں برسا لوگوں کو فکر ہوئی کہ پانی کی دعا کی جائے۔ شیخ محمد اجلؒ کی خدمت میں ایک بڑی بھاری جماعت حاضر ہوئی اور کہا کہ حضرت! دعاء کیجئے پانی برسے۔ آپ یہ سنتے ہی گھر سے نکل پڑے وہ جماعت بھی آپ کے پیچھے پیچھے چلی راستہ میں ایک باغ ملا، شیخ باغ میں گئے دیکھا کہ باغبان ایک درخت کے نیچے سویا ہوا ہے۔ شیخ نے اس کو جگا کر کہا کہ درخت سوکھے جا رہے ہیں اٹھو ان کو پانی دو باغبان بولا جناب! باغ میرا، درخت میرے، آپ کو کیا فکر ہے جب میں پانی کی ضرورت سمجھوں گا دوں گا۔ شیخ نے فرمایا تو ان خدا کے بندوں کو منع نہیں کرتے کہ میرا پیچھا کیوں کئے

ہوئے ہیں ہم خدا کے بندے یہ زمین خدا کی جب وہ چاہے گا پانی برسائے گا یہ کہکر اٹھے اور گھر لوٹ آئے اس کے بعد اتنا پانی برسا جس کی حد نہایت نہ تھی۔ (۲۸)

شیخ نظام الدین ابوالمؤید کا وعظ

سلطان نظام الدین اولیاءؒ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میں شیخ ابوالمؤید کے وعظ میں حاضر ہوا، دیکھا کہ مسجد کے دروازہ پر شیخ نے جوتے اتار کر ہاتھ میں لئے اور مسجد میں آکر دو رکعت نماز پڑھی میں نے کسی اور کو نماز میں ان کی ہیئت پر نہیں دیکھا بڑے اطمینان سے دو رکعتیں پڑھیں اور منبر پر گئے قاسم نامی ایک نہایت خوش الحان قاری تھا، اس نے ایک آیت پڑھی اس کے بعد شیخ ابوالمؤیدؒ نے فرمانا شروع کیا کہ "میں نے اپنے بابا کے قلم سے لکھا ہوا دیکھا ہے۔"

ابھی اتنا ہی کہا تھا کہ حاضرین نے رونا شروع کیا اس کے بعد یہ دو مصرعے پڑھے

بر عشق تو و بر تو نظر خواہم کرد　　　جان در غم تو زیر و زبر خواہم کرد

ان مصرعوں کا پڑھنا تھا کہ لوگ چیخنے چلانے لگے دو تین مرتبہ ان ہی مصرعوں کو دہرا کر فرمایا کہ مسلمانو! اس رباعی کے دو مصرعے اور ہیں مگر یاد نہیں آتے کیا کروں یہ بات کچھ ایسے عاجزانہ لہجہ میں کہی کہ پوری جماعت متاثر ہوئی اس کے بعد قاسم قاری نے وہ مصرعے یاد دلائے کہ

بر درد دلے بخاک در خواہم شد　　　بر عشق سرے زگور برخواہم کرد

بس یہی ایک رباعی پڑھی اور منبر سے اتر آئے (۴۵)

شیخ برہان الدین بلخی اور سماع

شیخ مذکور غیاث الدین بلبن کے زمانہ میں تھے بڑے زبردست عالم اور باخدا بزرگ تھے اکثر فرمایا کرتے تھے حق تعالیٰ مجھ سے کسی کبیرہ گناہ کی نسبت باز پرس نہ کرے گا مگر ایک گناہ کبیرہ کی نسبت لوگوں نے پوچھا وہ کیا؟ فرمایا چنگ (باجا) سننا کہ میں نے چنگ بہت سنا ہے۔ (ص ۴۶)

حضرت بختیار کاکیؒ کی پسندیدہ رباعی

شیخ بدرالدین غزنوی فرماتے تھے کہ حضرت بختیار کاکی یہ دو بیت بہت پڑھا کرتے تھے۔

سودائے تو اندر دلِ دیوانۂ ماست — ہر جا کہ حدیث تست افسانہ ماست
بیگانہ کہ از تو گفت آں خویش من است — خویشے کہ نہ از تو گفت بیگانۂ ماست

(ص ۵۰)

بابا فریدؒ کا ایک سفارشی خط غیاث الدین بلبن کے نام

شیخ بدرالدین کا بیان ہے کہ میں نے بابا صاحب سے درخواست کی کہ میرے لئے بلبن کے نام ایک سفارش نامہ لکھ دیجئے بابا صاحب نے درخواست منظور فرمائی اور یہ تحریر فرمایا۔

رفعت قضیته الی الله ثم الیك فان اعطیته شیئًا فالمعطی هو الله

و انت المشكور و ان لم تعطه شيئا فالمانع هو الله و انت المعذور (ص ۵۴)

میں ان کا معاملہ اللہ کی بارگاہ میں پیش کرتا ہوں پھر تمھارے سامنے اگر تم نے ان کو کچھ دیا تو دینے والا دراصل اللہ ہے اور تم مستحق شکریہ اور اگر تم نے ان کو کچھ نہ دیا تو محروم رکھنے والا بھی اللہ ہی ہے تم معذور ہو۔

سلطان جی کی باجوں سے بیزاری

ایک دن کسی نے حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء قدس سرہ کی مجلس میں آ کر عرض کیا کہ فلاں جگہ حضرت والا کے مریدوں نے مجلس ترتیب دی ہے اور وہاں مزامیر (باجے) بھی ہیں سلطان جی نے فرمایا کہ میں نے منع کر دیا ہے کہ باجے اور حرام چیزیں سماع (قوالی) میں نہ ہوں ان لوگوں نے اچھا نہیں کیا، سلطان جی نے اظہار ناپسندیدگی و ناراضی میں بہت مبالغہ فرمایا (ص ۵۷) فوائد الفوائد (ص ۲۲۷) میں ہے کہ سلطان المشائخ نے مریدوں کا مذکورہ بالا قصہ سنا تو فرمایا کہ: ''ان لوگوں نے اچھا نہیں کیا جو بات نامشروع ہے ناپسندیدہ ہے'' اس پر کسی نے کہا کہ جب وہ لوگ محفل سماع سے نکلے اور ان سے کہا گیا کہ تم لوگوں نے یہ کیا کیا؟ کہ جہاں چنگ ورباب وغیرہ تھا وہاں قوالی سنی؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم سماع میں ایسا مستغرق تھے کہ ہم نے جانا ہی نہیں کہ یہاں مزامیر بھی ہیں۔ سلطان المشائخ نے اس کو سن کر فرمایا کہ:

این جواب ہم چیزے نیست آں سخن در جملہ معصیت ہا باید نوشت،
یعنی یہ جواب بھی کچھ نہیں ہے، وہ بات گناہوں میں لکھنی چاہئے۔

بابا فریدؒ کی نظر میں مزے کی زندگی

شیخ جمال الدین احمد ہانسویؒ حضرت فرید الدین گنج شکرؒ کے خلفائے کبار میں سے ہیں۔ ایک دن ہانسی سے کوئی آدمی بابا صاحب کی خدمت میں آیا، آپ نے اس سے پوچھا کہ " ہمارا جمال کیسا ہے؟ عرض کیا کہ مخدوم! جس دن سے وہ حضرت کے مرید ہوئے ہیں اس دن سے جگہ زمینداری اور امامت وخطابت کا کام بالکل چھوڑ بیٹھے ہیں فاقے پر فاقہ ہوتا ہے اور بڑی سختیاں جھیل رہے ہیں بابا صاحب یہ سن کر بے حد خوش ہوئے وجد سا طاری ہو گیا اور فرمایا الحمدللہ بڑی اچھی طرح رہتا ہے۔ (ص ۶۷)

بات چیت میں تمیز اور ادب کی تعلیم

سلطان نظام الدین اولیاءؒ کا ارشاد ہے کہ ہمارے پیر حضرت فرید گنج شکرؒ کے پاس عوارف المعارف کا جو نسخہ تھا اس کا خط باریک تھا اور غلط بھی بہت تھا۔ شیخ جب اس کو سامنے رکھ کر بیان فرماتے تو جگہ جگہ کچھ غور کرنا اور رکنا پڑتا تھا مجھے یاد آیا کہ شیخ کے بھائی نجیب الدین متوکل کے پاس عوارف کا بہت عمدہ وصحیح نسخہ موجود ہے، لہذا میں نے اس کو شیخ سے کہا شیخ کو یہ بات گراں گذری چند دفعہ فرمایا کہ جی ہاں اس فقیر کو غلط نسخہ کی تصحیح کی لیاقت وقوت نہیں ہے پہلے تو میں سمجھا نہیں لیکن جب میری سمجھ میں آیا کہ میری نسبت یہ فرمارہے ہیں تو میں کھڑا ہو گیا اور اپنے سر سے ٹوپی اتار کر اپنا سر شیخ کے قدموں میں ڈال دیا اور عرض کیا کہ معاذ اللہ میری یہ غرض نہ تھی بلکہ میں نے وہ نسخہ دیکھا تھا، یاد آ گیا آپ سے عرض کر دیا لیکن میری معذرت کچھ موثر نہیں ہوئی شیخؒ کے بشرہ سے ناخوشی کا اثر بالکل پہلے جیسا ظاہر ہوتا تھا میں سخت حیرانی و پریشانی کی حالت میں

مجلس سے باہر آیا اس دن جو غم مجھ کو تھا وہ کسی کو روزی نہ ہو. جی چاہتا تھا کہ کنویں میں گر کے جان دے دوں، میرے اس اضطراب کی خبر شیخ کے صاحبزادہ مولانا شہاب الدین کو ہوئی۔ وہ مجھ سے بہت محبت فرماتے تھے انھوں نے میرا حال بہت اچھے انداز میں شیخ سے بیان کیا، اس وقت شیخ خوش ہوئے اور مجھ کو بلا کر بڑی شفقت و مہربانی کا اظہار فرمایا اور ارشاد کیا کہ ''یہ سب میں نے تمہاری حالت کے کمال کے لئے کیا تھا کہ پیر مشاطۂ مرید ہے'' اس کے بعد شیخ نے اپنی خاص پوشاک سے مجھ کو سرفراز فرمایا (ص ۶۹)

بادشاہ کی امامت کرنے سے انکار

مولانا کمال الدینؒ زاہد بڑے متقی عالم تھے، شیخ نظام الدین اولیاءؒ نے مشارق الانوار آپ ہی کی خدمت میں پڑھی تھی، سلطان غیاث الدین نے مولانا کمال الدین کو بلوا کر بصد آرزو یہ درخواست کی کہ آپ نماز میں ہماری امامت فرمایا کریں، ہم کو جناب کے کمال علم و دیانت واحتیاط کا پکا اعتقاد ہے اگر منظور فرمایئے تو محض کرم ہوگا نیز ہم کو اپنی نمازوں کی مقبولیت کی قوی امید ہو جائے گی۔ مولانا نے فرمایا کہ ہمارے پاس اب نماز کے سوا کوئی دوسری چیز تو رہ نہیں گئی بادشاہ کیا چاہتا ہے کہ اس کو بھی ہم سے لے لے مولانا نے یہ جواب ذرا ڈانٹ کر اور پر رعب لہجہ میں دیا تھا بادشاہ دم بخود رہ گیا اور بڑی معذرتیں کر کے مولانا کو رخصت کیا۔ (ص ۷۱)

شاگردی میں لینے کے لئے تین شرطیں

شیخ برہان الدین نسفی ایک باکمال عالم و باخدا بزرگ تھے کوئی طالب علم ان کی خدمت میں پڑھنے کے لئے آتا تو فرماتے کہ تین شرطیں قبول کرو تو میں تم کو پڑھا

سکتا ہوں ورنہ معاف رکھو۔

پہلی شرط یہ ہے کہ کھانا صرف ایک وقت کھاؤ۔ تاکہ اندر علم کے لئے جگہ خالی رہے۔

دوسری شرط یہ ہے کہ ناغہ نہ کرنا اگر کسی دن ناغہ کیا تو دوسرے دن سبق نہ پڑھاؤں گا۔

تیسری شرط یہ ہے کہ اگر کہیں راستہ میں میرا سامنا ہو جائے تو جلدی سے سلام کر کے چل دو، زیادہ تعظیم بیچ راستہ میں نہ ہو۔ (ص ٦٧)

ایک ربانی عالم کا کھلی پر بسر اوقات کرنا پھر یہ چاہنا کہ ہماری عسرت کی کسی کو خبر نہ ہو

شیخ نصیر الدین چراغ دہلیؒ کا ارشاد ہے کہ مولانا علاء الدین اصولی کسی سے کوئی نذرانہ قبول نہیں فرماتے تھے ہاں اگر بڑی ضرورت کے وقت کوئی چیز کوئی لایا تو صرف بقدر ضرورت اس میں سے لے لیتے تھے ایک دن مولانا کا فاقہ تھا مولانا بیٹھے ہوئے کھلی کھا رہے تھے کہ نائی آ گیا مولانا نے جلدی سے وہ کھلی پگڑی میں چھپا دی۔ نائی خط بنانے بیٹھ گیا مولانا جب سر منڈانے کے لئے پگڑی اتارنے لگے تو کھلی زمین پر گر پڑی ایک دن اس نائی نے کسی نیک دل دولت مند سے اس واقعہ کا ذکر کر دیا اس نیک دل نے بہت سا میدہ اور کئی ظرف گھی کے اور ایک ہزار جتیل (سکہ) مولانا کی خدمت میں بھجوائے۔ مولانا نے قبول نہیں فرمایا بلکہ واپس کر دیا اسکے بعد اس نائی کو بلا کر بہت فضیحت کیا اور فرمایا کہ اب آج سے میرے یہاں ہرگز نہ آنا، نائی نے

بہتیرے لوگوں سے سفارش کرائی اور عہد کیا کہ اب درویشوں کا راز کبھی فاش نہ کروں گا تب اس کو اپنے پاس آنے کی اجازت دی۔ (ص۷۷)

یہ مولانا علاء الدین شیخ نظام الدین اولیاؒ کے استاذ تھے آپ کا مزار بدایوں میں ہے۔

نماز کی لذت

ایک بزرگ تھے جن کو لوگ صوفی بدھنی کہتے تھے۔ ان کو عبادت کا ایسا ذوق تھا کہ رات دن مسجد میں محراب کے سامنے بس نماز پڑھا کرتے تھے اور کچھ نہیں کرتے تھے لوگ ان کی خدمت میں بہت کثرت سے آیا جایا کرتے تھے ایک دن ان کی زیارت کو علماء آئے ہوئے تھے ان سے پوچھا کہ جنت میں نماز ہوگی یا نہیں؟ علماء نے فرمایا کہ جنت دار الجزاء ہے وہاں کھانے پینے اور لذتوں سے متمتع ہونے کے سوا کوئی کام نہ ہوگا جو عبادت ہے بس اسی دنیا تک ہے صوفی بدھنی نے جب سنا کہ بہشت میں نماز نہ ہوگی تو بولے کہ پھر وہ بہشت کس کام کی جس میں نماز نہ ہوگی۔ (۷۸)

شرعی مسائل کی تحقیق

سلطان جی فرماتے تھے کہ میرے ایک دوست تھے شیخ احمد بدایونی نہایت نیک اور درویشوں کے معتقد بالکل ان پڑھ تھے مگر تمام دن مسائل شرعیہ کی پوچھ پاچھ میں لگے رہتے تھے جب ان کا انتقال ہوا تو میں نے ان کو ایک دن خواب میں دیکھا کہ اسی طرح مجھ سے مسائل و احکام پوچھ رہے ہیں میں نے کہا یہ جو آپ پوچھ رہے ہیں یہ تو زندگی میں کام آنے والی چیز تھی اب تو آپ مر چکے؟ جب میں نے یہ کہا تو وہ بولے کہ آپ اولیاء خدا کو مردہ کہتے ہیں۔ (۷۹)

حضرت چراغ دہلی کا باجوں سے پرہیز

اور یہ ارشاد کہ

''پیر کا فعل دلیل شرعی نہیں ہے''

ایک دن سلطان الاولیاءؒ حضرت شیخ نظام الدین دہلویؒ کے مریدوں نے ایک مجلس سماع (قوالی) ترتیب دی تھی اور ڈفلی بجانے والوں سے گانا سننے کا انتظام کیا تھا اس مجلس میں حضرت نصیرالدین چراغ دہلیؒ نے بھی شرکت کی تھی۔ جب گانا بجانا شروع ہوا تو آپ اٹھ آئے یاروں نے بیٹھنے پر مجبور کیا تو فرمایا کہ ''خلاف سنت ہے''۔ یاروں نے کہا کہ آپ سماع سے منکر ہو رہے ہیں اپنے پیر کے مسلک سے برگشتہ ہو گئے آپ نے فرمایا کہ پیر کا فعل دلیل شرعی نہیں۔ دلیل کتاب و سنت سے چاہئے لگانے والوں نے جا کر سلطان الاولیاء سے لگایا سلطان جی کو چراغ دہلی کے معاملہ کی سچائی معلوم تھی سن کر فرمایاؒ سچ کہتے ہیں حق وہی ہے جو وہ کہہ رہے ہیں۔

سلطان الاولیاء کی مجلس سماع کا نقشہ

سلطان جی کے خلیفہ سید محمد کرمانی سیر الاولیا میں تحریر فرماتے ہیں کہ شیخ نظام الدین اولیاء کے یہاں جو سماع (قوالی) کی محفل ہوتی تھی اس میں باجے ہرگز نہیں ہوتے تھے۔ اور تالیاں بھی نہیں بجائی جاتی تھیں اور اگر کوئی آپ کو یہ خبر پہونچاتا کہ آپ کے مرید مزامیر (باجے) سنتے ہیں تو منع کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اچھا نہیں کرتے ہیں۔ (۸۱-۸۲)

حضرت چراغ دہلی کا فتویٰ

در بارۂ مزامیر وسماع

کسی نے حضرت موصوف کی خدمت میں عرض کیا کہ بھلا یہ کہاں جائز ہے کہ مجلس میں باجے ہوں، ڈفلی ہو، بانسری ہو، رباب ہو، اور صوفی لوگ رقص کریں؟ حضرت چراغ دہلی نے فرمایا کہ بھائی مزامیر (باجے) تو بالاتفاق مباح (جائز) نہیں ہیں پھر فرمایا کہ اگر کوئی خدانخواستہ طریقت سے نکل جائے تو شریعت میں تو رہے گا لیکن شریعت سے نکلا تو کہاں ٹھکانا، سماع (صرف قوالی) تو اختلاف ہے، علماء نے چند شرطوں کے ساتھ اور وہ بھی جو اس کے اہل ہوں، ان کے لئے جائز بتایا ہے لیکن باجے تو سب کے اتفاق سے حرام ہیں۔ (ص ۸۲)

پیری (مرید کرنا) ہر شخص کا کام نہیں

حضرت چراغ دہلی فرماتے تھے کہ میں کس لائق ہوں کہ پیری (مرید کرنا) کروں اگر چہ آج کل تو یہ لونڈوں کا کھیل ہوگیا ہے (ص ۸۳) حالانکہ حضرت موصوف کا وہ پایہ ہے کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی ان کی نسبت لکھتے ہیں:

''اعظم واشہر خلفائے شیخ نظام الدین اولیاء ست وصاحب سر ووارث احوال او، وولایت دہلی بعد از شیخ نظام الدین بوسے انتقال یافت''

وہ شیخ نظام الدین اولیاء کے سب سے بڑے اور سب سے زیادہ مشہور خلیفہ، ان کے راز دار اور ان کے احوال کے وارث تھے، شیخ نظام الدین کے بعد دہلی

کی ولایت انھیں کی طرف منتقل ہوئی۔

میں ایک فقیر مُلاّ ہوں

شیخ حسام الدین ملتانی حضرت سلطان جی کے ممتاز خلفاء اور یاروں میں سے تھے شیخ فرماتے تھے کہ شہر دہلی ان ہی کی حمایت ونگرانی میں ہے علمی فضل و کمال کا یہ عالم تھا کہ علوم شریعت میں ہدایہ واصول بزدوی اور علوم طریقت میں قوت القلوب و احیاء العلوم بالکل یاد ومستحضر تھی بااں ہمہ تواضع کا یہ حال تھا کہ ایک دن کندھے پر مصلیٰ رکھے ہوئے کسی راستہ سے چلے جارہے تھے اتفاق سے مصلیٰ گر گیا اوران کوخبر نہیں ہوئی، تھوڑی دور آگے چلے تو پیچھے سے ایک شخص نے آواز دی اور چند بار پکارا کہ شیخ! شیخ! انھوں نے آواز سنی لیکن اپنے کو شیخ نہیں سمجھتے تھے اس لئے توجہ نہیں کی تا آنکہ وہ شخص دوڑ کران کے پاس پہونچا اور کہا میں نے کئی دفعہ آپ کو آواز دی کہ شیخ اپنا مصلیٰ لے لیجئے مگر آپ نے نہیں سنا فرمایا اے عزیز! میں شیخ نہیں ہوں ایک ملاّ اور فقیر آدمی ہوں (ص ۸۹) شیخ نظام الدین اولیاء نے خلافت دینے کے وقت ان کو وصیت کی تھی کہ مریدوں کی تعداد بڑھانے کی کوشش نہ کرنا۔ (ص ۹۰)

شیخ زندہ ہوتے تو خلافت نامہ واپس کر دیتا

مولانا علاؤ الدین نیلی اودھ کے بڑے جید عالم تھے باوجودیکہ شیخ نظام الدین اولیا کے خلیفہ ومجاز مطلق تھے لیکن ایک آدمی کو بھی مرید نہیں کیا تھا، بارہا فرماتے تھے کہ اگر شیخ زندہ ہوتے تو یہ خلافت نامہ ان کی خدمت میں پہونچاتا اور کہتا کہ یہ کام مجھ سے نہ ہوگا۔ (۹۳)

سب سے بڑی خوشی

خواجہ احمد بدایونی سلطان جی کے مرید تھے ایک دن کسی نے پوچھا کہ آپ اچھے اور خوش رہتے ہیں؟ فرمایا کہ صاحب! خیریت وخوشی اس میں ہے کہ پانچوں وقت نماز جماعت سے پایا کروں۔(۱۰۵)

ایک عالم کے لئے بادشاہ کی حکومت سے دستبرداری

سلطان محمد تغلق نے جب قاضی عضد الدینؒ کا شہرہ سنا تو دہلی کے بے مثل عالم مولانا معین الدین عمرانی کو اس غرض سے ان کے پاس بھیجا کہ ان کو کسی طرح ہندوستان لائیں، اور یہ بھی درخواست کی کہ متن مواقف کو میرے نام سے منسوب فرمائیں، مولانا معین الدین جب ان کو لینے کے لئے پہونچے اور وہاں کے بادشاہ نے سنا کہ قاضی صاحب ہندوستان کا قصد کر رہے ہیں تو تمام املاک اور ساز و سامان سلطنت سے دست کش ہو کر ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ تخت سلطنت حاضر ہے آپ حکومت فرمائیں میں خدمت کروں گا اور اپنی منکوحہ کے سوا جو کچھ اپنے قبضہ میں رکھتا ہوں سب آپ کا ہے، قاضی نے یہ ہمت و مروت دیکھی تو ہندوستان کا ارادہ فسخ کر دیا۔(۱۴۲)

عبادت چھوڑ کر پیر کی تعظیم نہ کرے

ایک دن شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی کے مریدین کسی حوض پر وضو کر رہے تھے، اسی اثنا میں وہاں شیخ آگئے، شیخ کو دیکھتے ہی سب تعظیم کو کھڑے ہو گئے اور وضو

ادھورا ہی رہنے دیا، صرف ایک صوفی تھا کہ وہ اطمینان سے وضو پورا کر کے شیخ کی خدمت میں آیا اور تعظیم بجالایا، شیخ نے فرمایا کہ ان سب میں یہی ایک درویش ہے کہ اس نے وضو پورا کرلیا، اس وقت میری تعظیم کی۔ (ف ص ۲۳۰)

شیخ کا مقصد یہ ہے کہ کوئی عبادت کررہا ہو تو اس کو ادھوری چھوڑ کر پیر کی تعظیم نہ کرنی چاہئے۔

قبر یا کفن پر دعا لکھنا

امیر حسن نے سلطان المشائخ سے پوچھا کہ لوگ قبر پہ دعا اور قرآن پاک کی آیت لکھتے ہیں یہ کیسا ہے؟ فرمایا نہیں لکھنا چاہئے اور کفن پر بھی نہیں لکھنا چاہئے۔ (ف۔ ص ۲۳۸)

پرانی شکستہ قبر کو از سر نو تعمیر کرنا

حضرت سلطان جی سے پوچھا گیا کہ کوئی قبر شکستہ وخراب ہو جائے تو اس کو دوبارہ بنوانا چاہئے یا نہیں، ارشاد فرمایا کہ نہیں جتنی زیادہ شکستگی وویرانی ہوگی اتنی ہی رحمت کی امید زیادہ ہوگی۔ (ف ص ۲۱۶)

نجیب الدین متوکل کی کسر نفسی

آپ بابا فرید گنج شکر کے بھائی تھے، کسی مدرس کی خدمت میں پڑھنے کے ارادہ سے حاضر ہوئے مدرس نے پوچھا آپ نجیب الدین متوکل ہیں؟ بولے متوکل تو کون ہوسکتا ہے، میں نجیب الدین متاکل (بسیار خور) ہوں۔ پھر مدرس نے پوچھا آپ

شیخ الاسلام فرید الدین کے بھائی ہیں؟ بولے کہ ظاہر میں اور صورت کے لحاظ سے تو میں ہی ہوں، باقی حقیقت و معنی کے لحاظ سے دیکھئے کون ہوتا ہے۔ (ف ص ۱۴)

قرآن پاک کی نورانیت

شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی کے ایک مرید حسن افغان تھے، نہایت باخدا کامل ولی اور بے حد بزرگ، لیکن پڑھے لکھے کچھ بھی نہ تھے، ان کا واقعہ ہے کہ لوگ ان کے سامنے بہت سے مختلف رقعے، کسی میں شعر، کسی میں کوئی نثر، کوئی عربی اور کوئی فارسی لکھ کر ڈال دیتے، اور ہر رقعہ میں چند سطریں ہوتی تھیں، ان میں سے ایک سطر میں قرآن پاک کی کوئی آیت لکھ دیتے تھے، اور پوچھتے تھے کہ ان سطروں میں قرآن پاک کون ہے، وہ اسی سطر پر انگلی رکھ دیتے جس میں قرآن پاک کی آیت ہوتی، لوگ ان سے پوچھتے کہ آپ نے قرآن پاک تو پڑھا نہیں، پھر کیسے جانتے ہیں کہ یہ آیت ہے۔ فرماتے کہ میں اس سطر میں ایک نورانیت پاتا ہوں جو دوسری سطروں میں نہیں ہے۔ (ف ص ۱۱)

حضرت معاویہؓ کے حق میں سلطان المشائخ کا اعتقاد

امیر حسن نے دریافت کیا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قاتل عبدالرحمٰن بن ملجم مسلمان تھا؟ شیخ الاسلام سلطان نظام الدین اولیاء نے فرمایا ہاں مسلمان تھا، پھر دریافت کیا کہ امیر معاویہؓ کے باب میں کیا عقیدہ رکھنا چاہئے؟ شیخ نے فرمایا وہ مسلمان تھے صحابی رسول تھے اور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے خسر زادے (سالے) تھے۔ معاویہؓ کی ایک بہن ام حبیبہ نامی تھیں وہ رسول پاک ﷺ کی محترم بی بی تھیں۔ (ف ص ۱۷۹)

سجادہ نشینی کس کام کی ہے

شیخ حسام الدین مانک پوری فرماتے ہیں کہ ہمارے پیر (شیخ نور قطب عالم پنڈوی) جاڑے کے سوا کمل (جو درویشی کا نشان ہے) نہیں پہنتے تھے اور نہ سجادہ پر بیٹھتے تھے، فرماتے تھے کہ سجادہ پر بیٹھنا اس کا کام ہے کہ جو اس پر بیٹھے وہ دائیں بائیں نہ دیکھے یعنی غیر خدا کی طرف ملتفت نہ ہو۔ (اخ ص ۱۵۰)

تحمل وضبط کی انتہا

ایک دن حضرت نور الحق پنڈوی کی خدمت میں ایک شخص آیا اور جو گالی دے سکتا تھا اس نے آپ کو دی۔ شیخ سب سن رہے تھے لیکن کوئی تغیر واثر اس کی گالیوں کی وجہ سے آپ کی حالت میں پیدا نہیں ہوتا تھا، آخری بات اس کی یہ تھی کہ اے خدا کے چور! شیخ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا ہم خدا کے ساتھ ہیں اور خدا ہمارے ساتھ ہے اور اس کو جماعت خانے میں لے جا کر بیٹھایا۔ وہ بولا یہ زمین حرام کی ہے۔ شیخ نے خادم سے کہا کھانا لاؤ۔ اس نے کہا ہم سور کا گوشت نہیں کھائیں گے۔ شیخ نے فرمایا تنگہ (نقدی) لاؤ، خادم کچھ سکے لایا، شیخ نے اس آدمی کو وہ سکے دیئے وہ لے کر چل دیا اس کے چلے جانے پر صرف اتنا فرمایا کہ دوستوں نے دیکھا کہ وہ فقیر کتنا بگڑ رہا تھا اور غصہ ہو رہا تھا۔ (اخ ص ۱۵۰)

قاضی منہاج الدین دہلوی کا وعظ

سلطان المشائخ کا ایک ارشاد ہے کہ قاضی منہاج الدین کے وعظ میں ہر دو

شنبہ کو میں جایا کرتا تھا، ایک دن ان کے وعظ میں تھا، انہوں نے یہ رباعی پڑھی:

لب بر لب دلبر ان مہوش کردن و آہنگ سر زلف مشوش کردن

امروز خوش است لیک فردا خوش نیست خود راچوں خسے طعمہ آتش کردن

یعنی حسینوں کے لب پر لب رکھنا اور ان کی پریشان زلفوں کی بلائیں لینا آج تو اچھا لگتا ہے، لیکن کل کسی تنکے کی طرح اپنے کو آگ کا لقمہ بنانا اچھا نہ لگے گا۔

سلطان المشائخ فرماتے ہیں کہ میں یہ سن کر بے خود ہو گیا، بہت دیر کے بعد آپے میں آیا، (ف ص ۱۹۱)

قوالی کی نسبت خواجہ بختیار کاکی کا ارشاد

(شیخ رکن الدین قدوسی گنگوہی کا کشف)

شیخ رکن الدین خلف وخلیفہ شیخ عبدالقدوس کا بیان ہے کہ میں نے ایک دن میر سید ابراہیم ایرجی قادری سے عرض کیا کہ آج خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کا عرس ہے، دل چاہے تو جناب بھی تشریف لے چلیں اور مجلس سماع میں شرکت فرمائیں، حضرت میر سید نے فرمایا کہ آپ تنہا جائیے، حضرت خواجہ کے مزار کی زیارت کا شرف حاصل کیجئے اور خواجہ کی روحانیت کی طرف متوجہ ہو کر دیکھئے کہ وہ خود کیا فرماتے ہیں، شیخ رکن الدین گئے اور مزار شریف کے سامنے حضرت خواجہ کی روحانیت کی طرف توجہ کر کے بیٹھ گئے، جب قوالی کی مجلس گرم ہوئی اور قوال وصوفی جوش وخروش میں آئے تو حضرت خواجہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ یہ بد بخت ہمارا دماغ چاٹ گئے اور ہمارا وقت خراب کیا۔ شیخ رکن الدین فرماتے ہیں کہ جب میں وہاں

سے لوٹ کر میر سید ابراہیم کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے مجھے دیکھتے ہی ہنس کر فرمایا کہ اب بھی ہم کو معذور رکھو گے یا نہیں۔ میں نے عرض کیا کہ جیسا آپ فرماتے ہیں ویسا ہی ہے، حق آپ ہی کی طرف ہے۔ (ص ۲۴۳)

میر سید ابراہیم ایرجی بڑے بابرکت بزرگ اور اپنے وقت کے علامہ تھے، بڑے بڑے علماء اور مشائخ ان کی شاگردی کرتے تھے اور ان کی خدمت میں حاضری دینے کو اپنے لئے باعث شرف و برکت سمجھتے تھے۔ ۹۵۳ھ میں ان کی وفات ہوئی، امیر خسرو کے پائیں میں مدفون ہیں۔

بزرگی و ولایت کھیل نہیں ہے

قاضی خاں ظفرآبادیؒ بڑے پایہ کے بزرگ تھے۔ فرماتے تھے کہ تیس سال تک جان کھپائی اور ریاضتیں کی ہیں، تو جا کر تھوڑا سا نفس کی چالوں کا علم حاصل ہوا ہے اور کچھ پتہ چلا ہے کہ کس کس طرح سے نفس راہ مارتا ہے اور اس کی کیا کیا گھاتیں ہیں۔ (اخ ص ۲۶۶)

قناعت واستغناء

ہمایوں بادشاہ نے بہت چاہا اور بار بار درخواست کی کہ قاضی خاں ظفر آبادی کوئی نذرانہ قبول فرمالیں، لیکن نہیں لیا۔ ایک دفعہ سادہ کاغذ اور شاہی مہر ونشان شیخ کی خدمت میں بھیج کر درخواست کی کہ جو موضع چاہیں اور جس مقدار میں چاہین اس کی معافی کا فرمان ہماری طرف سے اس پر لکھ کر مہر ونشان لگالیں۔ حضرت قاضی خاں نے فرمایا کہ ہم کو حاجت وضرورت نہیں ہے اور بغیر حاجت کے مسلمانوں کا حق

لینا جائز نہیں ہے، پھر ہم نے اپنے پیر کی خدمت میں عہد کیا ہے کہ:

از خدا خواہم و از غیر خدا نخواہم بخدا   کہ نیم بندۂ غیر و نہ خدائے دیگر است

(یعنی میں خدا سے مانگوں گا، خدا کی قسم کسی دوسرے سے نہ مانگوں گا کہ نہ میں دوسرے کا بندہ ہوں نہ کوئی دوسرا خدا ہے۔)

شاہی آدمیوں نے کہا آپ لے کر اپنے لڑکوں کو عنایت فرما دیجئے، ممکن ہے ان کو حاجت ہو، فرمایا ہمارا ان پر زور نہیں ہے وہ چاہے لیں یا نہ لیں وہ جانیں چنانچہ بڑے لڑکے عبداللہ تھے، جب ان کے سامنے لے گئے تو انہوں نے بھی قبول نہیں کیا اور فرمایا کہ لڑکے کو چاہئے کہ باپ کے قدم بہ قدم چلے، ہمارے باپ نے نہیں لیا تو ناچار ہم کو بھی وہی کرنا چاہئے۔ (اخ ص ۲۲۷)

اگلے زمانے کی طالب علمی

دہلی میں ایک زبردست عالم اور خدا پرست بزرگ مولانا شعیب تھے، حضرت عبد القدوس گنگوہی جیسے حضرات ان کا وعظ سنا کرتے تھے، جہاں ان کا وعظ ہوتا تھا یہ مجال نہ تھی کہ کوئی ادھر سے گذرے اور بے وعظ سنے چلا جائے، چاہے کتنا ہی بھاری بوجھ سر پر لادے ہوئے ہو مگر کھڑا ہو کر ضرور سنتا تھا۔ ان ہی مولانا شعیب کے والد بزرگوار تھے مولانا منہاج۔ یہ لاہور سے طلب علم کی دھن میں دہلی آئے اور بڑی بڑی سختیاں جھیل کر علم کی دولت حاصل کی۔ اس کے بعد سلطان بہلول لودی کے عہد حکومت میں شہر دہلی کے مفتی مقرر ہوئے اور دہلی ہی میں سکونت اختیار کر لی۔ ان کے واقعات میں مذکور ہے کہ طالب علمی کے زمانے میں دکان دکان پھر کر تھوڑا آٹا اور گھی مانگ لاتے۔ آٹے

کا چراغ بنا کر اس میں گھی ڈال دیتے اور اسی کی روشنی میں رات بھر مصروف مطالعہ رہتے، جب دن ہوتا تو اسی چراغ کی ٹکیہ پکا کر کھا لیتے اور صرف اتنے ہی پر قناعت کرتے تھے۔ انھوں نے مدتوں تک اسی صورت سے گذر کیا (ص ۲۱۹)۔

کیا ہمارے ان طلبہ کے لئے بھی اس میں کوئی درس عبرت ہے جن کو مدرسہ سے مفت کھانا اور کپڑا، مدرسہ ہی سے پڑھنے کے لئے کتابیں، مدرسہ ہی سے مطالعہ کے لئے بلا قیمت تیل اور رہنے سہنے کے لئے بلا کرایہ دارالاقامہ کا پختہ ہوادار اور آرام دہ کمرہ مل جاتا ہے، بااین ہمہ نہ مطالعہ ہے نہ تکرار، نہ تحصیل علم کا کوئی ولولہ ہے، نہ تہذیب اخلاق کا کوئی اہتمام وفکر۔

حضرت شیخ عبدالحق کی طالب علمی

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے علمی و عملی کمالات کا تذکرہ تم نے بہت سنا ہوگا، آؤ آج ان کی طالب علمی کی دلچسپ اور حیرت انگیز روداد سنو، اور خود شیخ کی زبانی سنو!

از ابتدائے ایام طفولیت نمیدانم کہ بازی چیست وخواب کدام، ومصاحبت کیست وآرام چہ وآسایش کو وسیر کجا۔

بچپن کے شروع ہی سے میں نہیں جانتا، کہ کھیل کیا ہے، اور سونا کونسی چیز، صحبت و یار باشی کس چیز کا نام ہے، اور آرام کس کو کہتے ہیں، راحت طلبی کہاں اور سیر وتفریح کیسی۔

شب خواب چہ، وسکون کدام است

(رات کو نیند کیسی، اور آرام کہاں؟)

خود خواب بعاشقاں حرام است

(نیند تو عاشقوں پر حرام ہے)

اور سنو

هرگز در شوق کسب وکار طعام بوقت نخوردہ، وخواب درمحل نبردہ، تحصیل علم اور کام کے شوق میں کبھی بھی وقت پر نہ کھانا کھایا، نہ وقت پر سویا۔

آگے ارشادفرماتے ہیں:

کہ میں روزانہ چاہے چلہ کے جاڑے ہوں یا شدت کی گرمی پڑتی ہو، اپنے گھر سے دہلی کے مدرسہ میں دونوں وقت حاضری دیتا تھا، حالانکہ گھر سے مدرسہ تک دو میل کا فاصلہ تھا، پھر لطف یہ ہے کہ ایسے وقت گھر سے نکل پڑتا تھا، کہ صبح صادق سے کچھ دیر پہلے مدرسہ میں پہونچ کر چراغ کی روشنی میں قرآن پاک کی تلاوت کرتا تھا، دوپہر کے قریب وہاں سے گھر آکر چند لقمے کھاتا، اور پھر مدرسہ کی راہ لیتا۔

پڑھنے کی کیفیت سنو! کہ آج کل کی طرح صرف ورق گردانی نہیں ہوتی تھی، بلکہ جو کتابیں پڑھتے تھے، ان کو بلکہ ان کے شروح وحواشی جو مل جاتے، ان کو بھی لازمی طور پر خود اپنے ہاتھ سے روزانہ لکھتے، پروگرام یہ تھا کہ رات کا اکثر حصہ اور دن کا تھوڑا وقت مطالعہ (کتب بینی) مین گذارتے تھے، اور دن کا اکثر حصہ اور رات کا تھوڑا وقت لکھنے میں صرف کرتے۔

فرماتے ہیں کہ میرے ماں باپ پیچھے پڑے رہتے تھے، کہ ذرا دیر محلّہ کے لڑکوں کے ساتھ کھیل آؤں، یا رات کو وقت سے پلنگ پر لیٹ جایا کروں، میں عرض کرتا تھا کہ کھیل سے مقصد دل بہلانا ہے، میرا دل اسی سے بہلتا ہے کہ کچھ پڑھوں، یا کوئی مشق کروں، خود فرماتے ہیں کہ اور لڑکوں کے ماں باپ مدرسہ جانے کے لئے تاکید کرتے، اور ڈانٹتے رہتے ہیں، مگر میرے ماں باپ نہ جانے کے لئے بہت زیادہ کہتے رہتے تھے۔

رات کو مطالعہ کرتے کرتے جب آدھی رات ڈھل جاتی تھی، تو والد بزرگوار

چلاتے، کہ بابا کیا کرتے ہو؟ میں فوراً لیٹ جاتا، اور کہتا کہ سو رہا ہوں، (تا کہ جھوٹ نہ ہو) اس کے بعد پھر بیٹھ کر کتاب پڑھنے لگتا، فرماتے ہیں، کئی دفعہ تو پگڑی اور سر کے بالوں میں چراغ سے آگ لگ لگ گئی، اور جب تک اس کی گرمی محسوس نہیں ہوئی، مجھے خبر بھی نہیں ہوئی۔

صرف استعداد و مناسبت پر قناعت نہیں کی

بلکہ

سات آٹھ سال تک کمال و پختگی کے در پے رہے

فرماتے ہیں کہ صرف ونحو، ادب ولغت اور منطق وکلام وغیرہ سب پڑھنے، اور بہت کچھ استعداد اور ہر فن میں مناسبت پیدا کرنے کے بعد سات آٹھ سال تک ایک ماہر عالم کے حلقۂ درس میں پوری پابندی کے ساتھ حاضر ہوتا رہا، اور اتنی محنت ومشقت سے تکمیل میں مصروف رہتا کہ دن رات کے چوبیس گھنٹوں میں شاید دو تین گھنٹے آرام کے ملتے ہوں۔

بے نیازی و استغنا

شیخ عبدالقادر ثانی ایک نہایت بلند پایہ ولی کامل تھے، ان کے زمانہ کے بادشاہ نے یہ لکھ کر بھیجا کہ "اگر حضرت والا ہماری مجلس کو اپنی تشریف آوری سے مشرف فرمائیں تو ہماری عین سعادت اور جناب کا محض کرم ہوگا، ہم سے جو کوتاہیاں اب تک ہوئیں ان سے درگذر فرماتے ہوئے ادھر کا قصد فرمائیں، آپ نے جواب میں یہ

قطعہ لکھ کر بھیج دیا۔

ہیچ باب ازیں باب روئے گشتن نیست　　ہر آنچہ بر سر ما می رود مبارکباد
کسیکہ خلعت سلطان عشق می پوشد　　بحلہائے بہشتی کجا شود دلشاد

(یعنی) اس در سے دوسرے کسی در کی طرف رخ کرنا ممکن نہیں، ہمارے سر پر جو کچھ گذر رہی ہے ہم کو وہی مبارک ہو، جو شخص شہنشاہ عشق کی پوشاک پہنتا ہے وہ جنتی جوڑوں سے کیا خوش ہو سکتا ہے (ص ۱۹۸)

قطب الحرم شیخ عبدالوہاب متقی قادری شاذلی اور مجلس قوالی

شیخ عبدالوہاب متقی علم ظاہر میں اپنے زمانہ کے استاذ المحدثین والفقہاء اور علم باطن میں مکہ معظمہ کے قطب تھے، شیخ عبدالحق محدث دہلوی ان کے شاگرد و مرید اور حد درجہ کے معتقد و مداح تھے، محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ شیخ عبدالوہاب کا مسلک سماع کے باب میں یہ تھا "بہ تعمیل آں راضی نیستند و بر فعل مشائخ منکر نہ" کہ اس کے کرنے پر رضامند نہیں تھے، اور مشائخ گذشتہ کے فعل پر معترض بھی نہ تھے، محدث دہلوی نے عرض کیا کہ ہمارے دیار میں تو یہ رسم عجیب طرح مروج ہو گئی ہے، کہ اگر کوئی اس سے بچے، اور اس پر معترض ہو تو سارے لوگ ان کے مخالف ہو جائیں، اور اس کو بزرگوں کی مخالفت کی تہمت لگائیں، کوئی کیا کرے؟ فرمایا اگر کبھی اتفاقی طور پر اپنے میل کے دوستوں اور دل والوں کے ساتھ کوئی غزل سن لیں تو کچھ ڈر نہیں ہے، میں نے عرض کیا: وہاں تو حضرت! میلہ لگتا ہے، اہل و نا اہل، نیکوکار اور بدکار (حبیب کہتا

ہے جوان عورتیں اور نوعمر بچے) اور ہر قسم کے آدمی جمع ہوتے ہیں، اور جانے کیا کیا کرتے ہیں، جیسا کہ جناب نے خود ہندوستان میں بچشم خود دیکھا ہوگا، اس کا کیا حکم ہے، فرمایا یہ تو کسی طرح جائز نہیں، اور نہ اس کو کبھی کرنا چاہئے، اس سے بچنا طالبِ خدا کے واجبات وقت سے ہے، ایسے سماع کے باب میں کوئی نرمی اور کسی قسم کی مسامحت روا نہ رکھتے تھے (اخ۔ص ۲۶۴)

تنبیہ

اس رسالہ میں جو واقعات درج ہیں، وہ سب اخبار الاخیار (مصنفہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی) یا فوائد الفواد (ملفوظات سلطان نظام الدین اولیاءؒ) سے ماخوذ ہیں، فوائد الفواد کے لئے (ف) لکھ کر صفحہ کا حوالہ دیا گیا ہے، اور اخبار الاخیار کے لئے کہیں کہیں (اخ) لکھ دیا گیا ہے، اور کہیں پر صرف صفحہ کا نشان دیدیا گیا ہے۔
(مصنف)

حصہ دوم

اہل دل کی دل آویز باتیں

الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ و السلام علی سید المرسلین و علیٰ اٰله و صحبه و من تبعه الیٰ یوم الدین

خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس رسالہ کا پہلا حصہ توقع سے زیادہ مقبول خاص وعام ہوا پسندیدگی کی تمام شہادتوں کے نقل کرنے میں طوالت ہوگی صرف حکیم الامت حضرت مولانا تھانوی دام ظلہ کا ارشاد گرامی نقل کر دینا بس ہے، تحریر فرماتے ہیں:

''رسالہ کی زیارت سے دل خوش ہوا، اللہ تعالیٰ طالبین علم وعمل کے لئے نافع فرمائے، و سیفعل انشاء اللہ تعالیٰ طالب علموں اور مبتدیان طریق کے لئے بہت مفید ہے۔''

بزرگوں کی حوصلہ افزائی سے میری خود بھی ہمت بڑھی اور دوستوں نے بھی اصرار کیا کہ رسالہ کا دوسرا حصہ شائع کیا جائے اس لئے یہ چند سبق آموز واقعات و ملفوظات یکجا کر کے ہدیۂ ناظرین کرتا ہوں، حق تعالیٰ کے لطف وکرم سے امید ہے کہ یہ حقیر کوشش پذیرائی کی عزت پائے گی۔

۱۷رشوال المکرم
۱۳۶۰ھ

ناچیز ابوالمآثر حبیب الرحمٰن الاعظمی
مدرسہ مفتاح العلوم مئو، اعظم گڑھ، یوپی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَلی کا باشرع ہونا ضروری ہے

حضرت سید اشرف جہانگیر[1] قدس سرہٗ نے (جن کا مزارِ مقدس کچھوچھہ ضلع فیض آباد میں بارگاہِ خلائق ہے) ارشاد فرمایا:

یکے از اہم شرائط ولی است کہ تابع رسول علیہ السلام قولاً وفعلاً واعتقاداً بود (لطائف اشرفی ص ۴۰)

ولی کی ایک بڑی شرط یہ ہے کہ قول و فعل اور اعتقاد میں رسول علیہ السلام کا پیرو ہو۔

آپ ہی کا ارشاد ہے:

ایں طائفہ را اہم آنست کہ ذرۂ از ذرات مخالف شریعت برخود روانہ دارند (لطائف ص ۶۵)

اس گروہ کے لئے ضروری ہے کہ ایک ذرہ بھی شریعت کے خلاف اپنے اوپر جائز نہ رکھیں۔

آپ ہی کا فرمان ہے:

ہر کہ ازیں طائفہ خلاف روش نبوی وغیر متابعت مصطفوی پیش گرفتہ بمقصود نرسیدہ است (لطائف ص ۶۶)

اس گروہ میں سے جو کوئی رسول علیہ السلام کی روش کے خلاف چلا ہے مقصود تک نہیں پہنچا ہے۔

حضرت سید جہانگیر اشرف قدس سرہ نے اس خیال کی نہایت شدومد سے تردید کی ہے کہ شریعت اور ہے، طریقت اور، ایک بار یہ واقعہ بیان فرمایا کہ جب خیر نساج کا وقت آخر ہوا، تو ان پر غشی طاری ہوگئی، پھر یک بیک انھوں نے آنکھ کھول دی، مغرب کا

[1] سنہ وفات ۸۰۸ھ ۱۲ منہ

وقت ہوگیا تھا دروازہ کی طرف (فرشتۂ موت کو) اشارہ کر کے فرمایا کہ خدا تمھارا بھلا کرے، ذرا دیر ٹھہر جاؤ، تم کو بھی خدا کا حکم ہے، اور مجھ کو بھی، لیکن تمہارا وقت نکلا نہیں جاتا، اور مجھے جو حکم بجالانا ہے اس کا وقت نکلا جارہا ہے، یہ کہہ کر پانی منگایا وضو کیا اور نماز مغرب ادا کی، اس کے بعد لیٹ کر آنکھیں بند کرلیں، اور ہمیشہ کے لئے سو گئے، یہ واقعہ بیان کر کے حضرت جہانگیر اشرف قدس سرہ فرماتے ہیں:

مردانِ راہ عبادت و طریقت تعبد چنیں سپردہ اند آنکہ بجاے رسیدہ اند و اگر معاذ اللہ ہم چنیں نہ باشد و نوع دیگر در خاطر وے خطرۂ فاسد خطور کند کہ مرا بعبادت چہ احتیاج پس مآب وے قعر سقر حرمان بود (لطائف اشرفی ص ۱۹۴)

اللہ والوں نے اس طرح عبادت کی ہے، جب کہیں پہنچے ہیں، اور اگر معاذ اللہ ایسا نہ ہو، بلکہ یہ خیال دل میں آئے کہ مجھ کو عبادت کرنے کی کیا ضرورت ہے، تو محرومی کا دوزخ ہی ٹھکانہ ہوگا۔

لطائف اشرفی ص ۱۳۵ میں ہے:

کہ طالب ایں طریق ہمگی ہمت خود مبذول داشتہ بجان کوشد و لحظہ نیارامد و قدم صدق در راہ شریعت از سر ایمانے درست و یقینے بکمال نہد و اگر ایں چنیں نہ کند سر بصحرائے

اس طریقہ کے طلب گار کو چاہئے کہ پوری توجہ سے بجان و دل کوشش کرے، اور ایک لحظہ چین سے نہ رہے، اور کامل یقین و ایمان کے ساتھ شریعت کی راہ میں سچا

ضلال دہد۔	قدم رکھے ایسا نہ کرے گا تو گمراہی
∴ ∴ ∴	کے میدان میں پڑ جائے گا۔

مخدوم شاہ مینا لکھنوی (جن کا مزار پرانوار لکھنؤ میں مرجع خاص و عام ہے) ارشاد فرماتے ہیں کہ ''شریعت کشتی کے مثل ہے اور طریقت دریا کی طرح، اور حقیقت موتی کے مانند، پس جس نے موتی کا ارادہ کیا تو کشتی میں بیٹھا، پھر دریا میں بڑھا، پھر موتی کو پہنچا، اور جس نے یہ ترتیب چھوڑی موتی تک نہ پہنچا'' (ترجمہ فوائد سعدیہ ص ۴۶)

حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی کا ارشاد ہے:

صفائے باطن را ونجات آنجہانرا	یعنی باطن کی صفائی اور آخرت کی نجات
امروز مارا جز شرع حجت نیست	کے لئے شریعت کے سوا کوئی چیز ہمارے
(مکتوبات ۲۷۸)	واسطے آج حجت نہیں ہے۔

خدارسیدہ ولی سے بھی نماز روزہ معاف نہیں

حضرت جہانگیر اشرف قدس سرہ نے اس بات کو کاہلوں اور جاہلوں کا خیال بتایا ہے کہ جب آدمی اعلیٰ درجہ کا عارف خدارسیدہ ہو جاتا ہے، تو اس سے نماز روزہ ساقط ہو جاتا ہے، (لطائف ص ۱۹۵) حضرت موصوف کا ارشاد ہے:

ہر چند کہ صوفی مغلوب الحال بود اما	صوفی مغلوب الحال بھی ہو تو اس کو
از ادائے وظائف چارہ نیست	وظائف (نماز روزہ اور ذکر اذکار)
(ص ۱۹۵)	سے چارہ کار نہیں ہے۔

حضرت موصوف نے یہ حکایت بھی بیان فرمائی ہے، کہ یحٰی بن معاذ سے کسی نے بیان کیا کہ کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہم ایسی جگہ پہنچ گئے ہیں، کہ اب ہم کو نماز نہ پڑھنی چاہئے، تو انھوں نے فرمایا، کہ ان سے کہو بیشک تم ایسی جگہ پہونچ گئے ہو لیکن کہاں؟ دوزخ میں (لطائف ص ۱۹۴)

حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی قدس سرہ مکتوبات میں فرماتے ہیں:

''باجماع گویند تا علم و عقل باقی است شرع وتکلیفات باقی است ہر چند مقام عالی بود و در وصولِ حق تعالیٰ متعالی شود، ترک ادب شرع عمداً و اعتقاداً بروے روانہ بود'' (ص ۱۹۳)

یعنی سب کا اتفاق ہے کہ جب تک عقل و ہوش باقی ہے شریعت کی پابندی لازم ہے، چاہے کتنے ہی اونچے مقام پر پہونچ جائے شریعت کا ادب چھوڑنا جائز نہیں ہے۔

بے شرع کی کرامت، کرامت نہیں مکر ہے

حضرت سید اشرف جہانگیر فرماتے ہیں:

اگر صد ہزار خارق عادت مرا ایشاں را ظاہر شود، چوں نہ ظاہر ایشاں موافق احکام شریعت ونہ باطن ایشاں مطابق آداب طریقت آں از قبیل مکر واستدراج خواہد بود

اگر ایک لاکھ غیر معمولی باتیں ان سے ظاہر ہوں، جب ان کا ظاہر احکام شرع کے موافق اور باطن طریقت کے آداب کے مطابق نہیں ہے تو وہ سب باتیں مکر و

(لطائف اشرفی ص۱۲۹) استدراج ہوں گی۔

اس کے بعد نقل فرماتے ہیں:

من ظہرلہ علی یدہ من المخر قات وھو علیٰ غیر الالتزام باحکام الشریعۃ نعتقد انہ زندیق

جو پابند شرع نہیں ہے اس کے ہاتھ پر کوئی غیر معمولی امر ظاہر ہو تو ہمارا اعتقاد ہے، کہ وہ بے دین ہے۔

مخدوم شاہ مینا لکھنوی کا ارشاد ہے کہ:

''اگر کسی کو ہوا میں اڑتے یا دریا پر چلتے دیکھو اور وہ ایک فرض یا سنت کو چھوڑ دیتا ہے، تو جان لو کہ وہ جھوٹا ہے، اور اس کا فعل کرامت نہیں ہے، بلکہ سحر (جادو) اور استدراج ہے'' (ترجمہ فوائد سعدیہ ص۴۷)

موصوف کا یہی ارشاد ترجمہ فوائد سعدیہ ص۷۸ میں بایں الفاظ مذکور ہے:

اگر تو ایک شخص کو پانی پر چلتا ہوا یا ہوا میں اڑتا ہوا دیکھے، اور وہ ذرہ بھر شریعت سے تجاوز اور فرو گذاشت کرے تو جان لو کہ وہ جادوگر، جھوٹا گمراہ اور مغوی (گمراہ کرنے والا) ہے۔

پہلے علم دین سیکھے پھر طریقت میں آئے

حضرت شیخ سعد خیرآبادی (جن کا مزار مبارک خیرآباد، ضلع سیتا پور میں ہے) فرماتے ہیں:

''ضرور سالک کو چاہئے کہ علم ضروری حاصل کرے، پھر علم سلوک میں درآئے اور شیخ کامل کی صحبت اختیار کرے...... نہایت تعجب ہے کہ

صوفیان جاہل جنھوں نے بدن کا آرام اختیار کیا ہے کہتے ہیں کہ کسی علم کی حاجت نہیں ہے۔'' (ترجمہ فوائد سعدیہ ۷۵)

مخدوم شاہ مینا قدس سرہ کا ارشاد ہے:

کہ بعضوں نے بابِ ارشاد خلاف طریقت کھولا ہے، عموماً جو مبتدی ان کے پاس آئے ترک علم کی اسے ترغیب دیتے ہیں .... ایسے شخص کے حق میں ترک علم کی ترغیب دینا اعمال حسنہ کا دروازہ بند کرنا اور بیہودہ کاموں کا در کھولنا ہے۔ (ترجمہ مذکور ص ۱۵۴)

کسی بزرگ سے غلبۂ حال میں کوئی خلاف کام ہو جائے تو دوسروں کے لئے سند نہیں

مخدوم شاہ مینا قدس سرہ فرماتے ہیں کہ:

بعضے جاہل ڈاڑھی منڈانا متابعت ایک بزرگ کی تصور کرتے ہیں، مثل ان افعال کے جو بحالت غلبۂ حال ایک سے صادر ہوں، ان کی متابعت (پیروی) نہیں کرنی چاہئے۔ (فوائد سعدیہ ص ۷۵)

پیر بننے اور مرید کرنے سے پرہیز

حضرت شیخ سعد خیرآبادی فرماتے ہیں کہ:

''بعضے بزرگان دین اور صاحبِ یقین باوجودیکہ مرشدان کامل ان کو خلافت عطا کرتے تھے، مگر اس سے باز رہے، اور انھوں نے اپنا ہاتھ آلودہ نہ کیا۔

اور بعضے اجازت و خلافت رکھتے تھے مگر بیعت کے لئے ہاتھ نہیں دیا،

.... قاضی فخر الدین بجنوری سے مخدوم شیخ نصیر الدین چراغ دہلی نے ہر چند کوشش کی کہ خلافت واجازت لے لیں، مگر وہ آمادہ نہ ہوئے، اور شیخ عبدالعزیز ساکن بنگر مئو خلیفہ حضرت سلطان جی نے ایک شخص کی درخواست بیعت یہ کہہ کر رد کردی کہ ''شہرت آفت وگوشہ نشینی راحت ہے'' اس کے بعد مخدوم شیخ سعد فرماتے ہیں کہ سبحان اللہ بزرگ اور اہلِ صدق اس طرح پرہیز کرتے تھے، باوجودیکہ خلافت صحیح، مقام رفیع سے رکھتے تھے، اور بیعت کے لئے ہاتھ نہیں پھیلاتے تھے، وہ لوگ عجیب ہیں کہ اپنے کو ایک پیر کا خلیفہ بتاتے ہیں، اور عمر عزیز کو جھوٹ طوفان باتوں میں برباد کرتے ہیں........ ایسے بعضے سلف میں تھے، اور اب بھی ہیں کہ خلافت کا ثبوت بحالت خواب کیا، کہ خواب میں میرے پیر نے اجازت دی ہے، اور ظاہر ہے کہ بروئے خواب کوئی حکم، شرع کے احکام سے ثابت نہیں ہوتا۔ (ترجمہ فوائد سعدیہ ص ۱۵۱)

خواب کے باب میں حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی قدس سرہ اپنے مکتوبات میں لکھتے ہیں ''خواب رادر شرع اعتبار نیست اگر چہ صالحہ بود۔ (ص ۲۲۲)

یعنی احکام شریعت میں خواب کا اعتبار نہیں ہے، گو وہ خواب اچھا ہی کیوں نہ ہو۔

دنیاداروں سے بیزاری و بے تعلقی

حضرت میر سید علی قوام (جن کا مزار فیض بار سرائے میر ضلع اعظم گڈھ میں معروف ومشہور ہے) فرماتے تھے کہ:

''میں کبھی کسی دنیادار کے گھر نہیں گیا ہوں نہ کبھی کسی دنیادار کو اپنے گھر بلایا ہے اور نہ کسی دنیادار کے پاس خادم ہی کو بھیجا ہے۔''

یہ بھی فرماتے تھے کہ:

''بعض لوگ کسی دنیادار کے گھر تو نہیں جاتے، لیکن اس کے نام رقعہ لکھتے ہیں، اور خادم کو بھیجتے ہیں یہ کوئی چیز نہیں ہے، اصل میں تو دنیادار کی طرف توجہ منع ہے (اور وہ رقعہ لکھنے اور آدمی بھیجنے میں بھی پائی گئی، لہٰذا اس سے بھی بچنا چاہئے۔)'' (اخبار الاخیار ص ۲۲۶)

سماع اور قوالی سے پرہیز

شیخ نظام الدین امیٹھوی (مزار مقدس امیٹھی ضلع لکھنؤ میں ہے) خود بھی قوالی سے پرہیز فرماتے تھے اور مریدوں کو بھی منع کرتے تھے، کہتے تھے کہ:

''چرا در اختلاف باید افتاد و اگر تقلید کنند باید کہ تقلید اوائل وکلاں تر اں کنند'' (اخبار الاخیار ص ۲۷۷)

اختلاف میں کیوں پڑیں، اور اگر تقلید ہی کرنی ہے تو پھر پہلے والے اور زیادہ بڑے لوگوں کی کیوں نہ کریں، منشا یہ تھا کہ سلف میں قوالی اور سماع نہ تھا، لہٰذا ان ہی کی پیروی کرنی چاہئے۔

حضرت شاہ محمدی کا سماع پر لطیف پیرایہ میں انکار

شاہ محمدی قدس سرہ حضرت شیخ محب اللہ الٰہ بادی چشتی قدوسی صابری کے خلیفۂ ارشد تھے، ایک بار شیخ پیر محمد سلونی کے یہاں مجلس سماع ہورہی تھی، ہندی اشعار پڑھے جارہے تھے، اور صوفیوں کو وجد آرہا تھا، اسی اثنا میں حضرت شاہ محمدی بھی وہاں پہونچ گئے، جب صوفی لوگ حال سے فارغ ہوئے تو شاہ محمدی نے قرآن پاک چند کی آیتیں

نہایت خوش الحانی سے تلاوت کیں، کسی کو حال نہ آیا، تو شاہ محمدی نے فرمایا تعجب ہے کہ قرآن پاک کے سننے سے کوئی وجد میں نہ آیا ہندی اشعار سے باوجودیکہ ان کو ان آیات کے مضامین عالیہ سے کوئی لگاؤ نہیں ہے، سب وجد میں آ گئے۔

حضرت شاہ عبدالرزاق بانسویؒ سے کسی نے یہ واقعہ نقل کیا، تو انھوں نے شاہ محمدی قدس سرہ کی اس بات کو بہت پسند کیا۔ (محاسن رزاقیہ قلمی ورق ۱۶)

وہ چیز جس پر جنت بھی قربان ہے

حضرت میر سید محمد گیسودراز کا ارشاد ہے:

اگر یک ساعت لطیف دل با خدائے خویش حاضر شود آں بہشت است بلکہ ہزار بہشت فدائے آں ساعت باید کرد، وہنوز رائیگاں آمدہ باشد۔

اگر بہت ذرا سی دیر بھی دل اپنے خدا کے ساتھ حاضر ہو تو وہ بہشت ہے، بلکہ اس لمحہ پر ہزار بہشت بھی قربان کر دی جائے تب بھی یہ سمجھنا چاہئے کہ یہ موقع مفت ہاتھ آیا۔

بفراغِ دل زمانے نظرے بماہ روئے — بہ ازانکہ چتر شاہی ہمہ عمر ہائے وہوئے

(اخبار الاخیار ص ۱۳۱)

خاکساری وفروتنی کی انتہا

خواجہ موید الدین کرڑی پہلے بادشاہ و بادشاہزادہ کے دوست اور سلطان علاؤالدین تغلق کے بادشاہ ہونے سے پہلے اس کے دستِ بازو تھے، آخر میں سلطان المشائخ حضرت شیخ نظام الدین اولیا کے مرید ہو گئے، اور سب کچھ چھوڑ چھاڑ انہی کے

ہور ہے، جب سلطان علاؤالدین تخت سلطنت پر بیٹھا، تو اس نے حضرت سلطان جی کے پاس کہلا بھیجا، کہ خواجہ موید الدین کو آپ رخصت فرما دیجئے، کہ وہ ہمارے یہاں آ کر کوئی کام اپنے ذمہ لیں، سلطان جی نے بادشاہ کے فرستادہ سے فرمایا کہ جا کے کہہ دینا کہ خواجہ موید الدین کو ایک دوسرا کام پیش آ گیا ہے، اسی کی تیاری میں ہیں، بادشاہ کے فرستادہ کو یہ جواب گراں گذرا، اس نے کہا کہ مخدوم آپ چاہتے ہیں کہ سب کو اپنے ہی جیسا بناڈالیں، سلطان جی نے فرمایا، اپنے جیسا کیا ہوگا، میں تو اپنے سے بہتر چاہتا ہوں۔ (اخبار الاخیار ص ۱۰۸)

فروتنی کی دوسری مثال

شیخ رفقۃ الدین حضرت شیخ نور قطب عالم کے بڑے لڑکے تھے، فرماتے تھے:

واللہ من از سگ بازار ہم کمترم — خدا کی قسم میں بازاری کتے سے بھی گھٹیا ہوں۔ (اخبار لاخیار ص ۱۶۱)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا بیان ہے کہ یہ حکایت اپنے والد سے بیان کی تو انھوں نے فرمایا کہ "میں نے تمام عمر اس کلمہ کو اپنے حسب حال پایا ہے۔"

حضرت شاہ غلام علیؒ کی فروتنی و کسر نفسی

شیخ الشیوخ حضرت مولانا شاہ عبدالغنی مجددی فرماتے ہیں، کہ ایک روز حضرت شاہ غلام علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے، کہ میرے گھر میں کوئی کتا آ جاتا ہے، تو میں کہتا ہوں کہ خداوندا! میں کون ہوں کہ تیرے دوستوں کو وسیلہ

بناؤں، مجھ پر تو اپنی اسی مخلوق کے طفیل میں رحم فرما۔ (ضمیمہ مقامات مظہری ص ۳)

خیر و عافیت کس کو کہتے ہیں

حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ کا مقولہ ہے:

عافیت روز من آنست کہ دروے	جس دن میں خدا کی کوئی نافرمانی نہ
عاصی نہ شوم خدائے را سبحانہ	کروں، بس اسی دن کو میں سمجھوں گا
(نفحات الانس ص ۶۷)	کہ بالکل خیر و عافیت سے گذرا ہے۔

پہلے بزرگوں کی تربیت کا نمونہ

خوب تحقیق کر کے بات کہنی چاہئے

حضرت میرزا مظہر جانجانان قدس سرہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میرے پیرو مرشد سید نور محمد بدایونی نے مجھ کو ملہٹی کوٹنے کو دی۔ میں کوٹ رہا تھا، حضرت نے پوچھا باریک ہوگئی؟ میں نے کہا ہاں، حضرت نے اپنے ہاتھ سے دیکھ کر فرمایا کہ ابھی تو باریک نہیں ہوئی، اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ بات تحقیق سے کہنی چاہئے، تاکہ جھوٹ کی عادت نہ پڑنے پائے۔ (مقامات مظہری ص ۲۰)

حضرت حافظ سعد اللہ کی خاکساری

حضرت حافظ صاحب کا دستور تھا کہ اگر آپ کے مرید سے بھی کسی کو رنج پہونچ جاتا تو آپ خود اسکے پاس جا کر معذرت کرتے کہ یہ قصور مجھ سے ہوا ہے، خدا کے لئے معاف کر دو، بلکہ اس کے پیروں پر سر رکھ دیتے تھے۔ (مقامات مظہری ص ۱۱)

اگلے بزرگوں کے نذرانوں کا مصرف

حضرت حاجی محمد افضل رحمۃ اللہ علیہ شاہ ولی اللہ اور میرزا مظہر جانجانان رحمۃ اللہ علیہما کے استادِ حدیث اور ولی کامل تھے، ان کا معمول تھا کہ نذرانہ کی جو رقم آتی اس کی کتابیں خرید کر وقف فرمادیتے، ایک بار پندرہ ہزار روپے نذرانے کے آئے سب کی کتابیں خرید کر وقف فرمادیں۔ (مقامات مظہری ص۱۰)

استاد کے ساتھ عقیدت

حضرت میرزا جانجاناں نے علم حدیث کی سند حضرت حاجی محمد افضل سے حاصل کی تھی، میرزا صاحب کا بیان ہے کہ تحصیل علم سے فراغت پانے کے بعد حضرت حاجی صاحب نے اپنی کلاہ جو پندرہ برس تک آپ کے عمامہ کے نیچے رہ چکی تھی، مجھے عنایت فرمائی، میں نے رات کے وقت گرم پانی میں وہ ٹوپی بھگودی صبح کے وقت وہ پانی املتاس کے شربت سے بھی زیادہ سیاہ ہوگیا تھا، میں اس کو پی گیا، اس پانی کی برکت سے میرا دماغ ایسا روشن اور ذہن ایسا رسا ہوگیا کہ کوئی مشکل کتاب مشکل نہ رہی۔ (مقامات مظہری ص۲۹)

پانی کے تصور سے پیاس نہیں بجھتی

شیخ ابوبکر نساج کا قول ہے:

تصور آب تشنگی نہ نشاند، وفکرت آتش گرمی نہ بخشد ودعوئی طلب بمطلوب نرساند (نفحات الانس ص۳۳۲)

پانی کے تصور سے پیاس نہیں بجھتی نہ آگ کا صرف خیال گرمی پہنچاتا، اسی طرح (خدا کی) جستجو کا مدعی بننے سے مقصود تک رسائی نہیں ہوسکتی۔

مردکامل کانشان

شیخ ابوسعید ابوالخیر کاارشاد ہے کہ:

مرد آں بود کہ درمیان خلق نشیند و دادوستد کند وزن خواہد وبا خلق در آمیزودمے از خداے خود غافل نہ شود (تقصار)	مردکامل وہ ہے کہ آدمیوں میں بیٹھے لین دین کرے، جورو کرے اور لوگوں سے تعلقات رکھے، لیکن ایک لحظہ بھی اپنے خدا سے غافل نہ رہے۔

بے نیازی واستغنا

نواب نظام الملک نے حضرت میرزا مظہر جانجاناں کی خدمت میں تیس ہزار روپیہ کی نذر پیش کی، مرزا صاحب نے قبول نہیں فرمائی، نظام الملک نے کہا کہ خدا کی راہ میں حاجتمندوں کو تقسیم کردیجئے، مرزا صاحب نے فرمایا کہ تمھارا خانساماں نہیں ہوں، یہاں سے نکل کر تقسیم کرنا شروع کرو، گھر پہونچتے پہونچتے سب تقسیم ہوجائیگا۔ (مقامات مظہری ص ۳۴)

محمد شاہ بادشاہ دہلی نے قمر الدین خان کی زبانی حضرت مرزا صاحب کے پاس کہلا بھیجا کہ خدا نے ہم کو ایک ملک دے رکھا ہے، جناب کا دل جتنا چاہے ہدیہ کے طور پر قبول فرمائیے۔

مرزا صاحب نے کہلا بھیجا کہ خدا نے پوری دنیا کے ساز وسامان کو قلیل (کم) فرمایا ہے، تمہارے پاس تو دنیا کا صرف ساتواں حصہ ملک ہندوستان ہے لہٰذا:

پیش شما چیست کہ سرہمت فقرا بقبول آں فرود آید، (مقامات مظہری ص ۳۴)	تمہارے پاس ہے کیا جسکے قبول کرنے کے لئے فقیروں کا سرہمت جھکے۔

کنز العمال کا نام آپ نے سنا ہوگا اس کے مصنف شیخ علی متقی علم ظاہر میں جیسے بلند پایہ تھے، ویسے ہی صاحب باطن بھی تھے، گجرات کا بادشاہ سلطان محمود ان کا معتقد ہوگیا تھا اور اکثر حاضری دیا کرتا تھا، لیکن خلاف سنت پوشاک پہنے رہتا تھا، اس لئے شیخ علی متقیؒ اس کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھتے تھے، ایک دن صلحاء کا لباس پہن کر حاضر ہوا، شیخ نے رضامندی سے اس کی طرف نگاہ فرمائی اس نے درخواست کی کہ فقیر کے گھر تک قدم رنجہ فرمائیں، شیخ نے منظور فرمایا، سلطان محمود شیخ کی پالکی خود اپنے کندھے پر اٹھا کر شیخ کو اپنے گھر لے گیا۔

سلطان محمود کو پانی کے معاملہ میں بڑا وہم رہا کرتا تھا، کسی تدبیر سے وہم و وسواس کا دفعیہ نہ ہوتا تھا، شیخ علی متقیؒ نے ایک طشت اور لوٹا منگایا، اور اپنی کلاہ اس میں دھوکر پانی پھینک دیا، تین بار ایسا ہی کیا چوتھی دفعہ طشت ہی میں پانی رہنے دیا، اور فرمایا کہ بابا محمود! یہ پانی شریعت مطہرہ میں پاک ولطیف ہے، اس میں شک کرنا وسوسہ کی بات ہے، اور وسوسہ شیطان کا کام ہے، تم اس پانی کو پی جاؤ، اور کسی شبہہ کو اپنے دل میں راہ نہ دو، سلطان محمود نے آپ کے فرمانے سے وہ سارا پانی پی لیا، اس کے بعد کبھی اس کو وہم ووسواس نہیں ہوا۔ (اخبار الاخیار ص ۲۵۶)

علم کی ہر وقت ضرورت ہے

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کے استاد بزرگوار شیخ عبدالوہاب متقیؒ کا ارشاد ہے:

علم بمنزلہ غذاست کہ ہمیشہ احتیاج بآن باقیست ونفع آں عام وذکر بمثابہ دوا کہ گاہ گاہی بداں علاج باید کرد۔

علم غذا کی جگہ ہے کہ ہر وقت اسکی ضرورت ہے، اور اس کا نفع بھی عام ہے اور ذکر دوا کے مانند ہے کہ کبھی کبھی اس سے علاج کرنا چاہئے۔

کسی نے عرض کیا کہ مشائخ کا حکم تو یہ ہے کہ طالب کو ہر وقت ذکر میں مشغول رہنا چاہئے، آپ نے فرمایا کہ جو شخص کسی نیک کام میں لگا ہوا ہے ذکر میں ہے نماز پڑھنا ذکر ہے، قرآن پاک کی تلاوت کرنا ذکر ہے، دینی علوم کا درس دینا ذکر ہے، غرض جو نیک کام ہے ذکر ہے یہ دائمی ہونا چاہئے۔

اور وہ جو بعض لوگ درس وتدریس چھوڑ دیتے ہیں اور تمام کاموں سے علٰحدہ ہوکر گوشۂ تنہائی اختیار کر لیتے ہیں اور ذکر میں مشغول رہتے ہیں، اس کو علاج کی طرح کبھی کبھی کرنا چاہئے۔

فرماتے تھے کہ علم ایسی چیز نہیں ہے کہ اس کو چھوڑ دینے کے لئے کسی سے کہا جائے ہاں نیت درست کرنی چاہئے۔

اپنی رائے پر کبھی بھروسہ نہ کرے دوسرے کی ماتحتی بہر حال بہتر ہے

خواجہ ضیاء نخشبیؒ فرماتے ہیں:

کسے اگر محکوم گربہ باشد بہ کہ محکوم نفس خود باشد، (اخبار ص ۱۰۵)	کوئی بلی کا محکوم و ماتحت ہو تو اس سے اچھا ہے کہ اپنے نفس کا غلام ہو۔

اس کے بعد ایک واقعہ نقل فرماتے ہیں، کہ ایک صاحب سجادہ بزرگ کا دستور تھا، کہ ہر جمعہ کو جب خانقاہ سے جمعہ پڑھنے کے لئے نکلتے تو جس کو دیکھتے اس سے پوچھتے کہ جامع مسجد کس راستے سے جانا چاہئے، ایک دن کسی نے ان سے کہا کہ آپ سالہا سال سے جامع مسجد جاتے ہیں اور اب تک آپ اس کا راستہ نہیں جانتے، انہوں

نے فرمایا کہ جانتا تو ضرور ہوں، لیکن جس راہ میں ہم نے قدم رکھا ہے، اس میں حاکم ہونے سے محکوم و ماتحت ہونا بہتر ہے۔ خواجہ ضیاء فرماتے ہیں:

آرے خود را طفیل دیگراں دانستن کارے است۔ ہاں ہاں! اپنے کو دوسروں کا طفیل جاننا بڑی چیز ہے۔

ایک بڑھیا کا ایمان ویقین

۔۔ ۷ نیشا پور میں ایک بڑھیا تھی، جو دروازے دروازے بھیک مانگا کرتی تھی، جب اس کا انتقال ہوا، تو کسی نے اس کو خواب میں دیکھا، پوچھا کہ آپ کا کیا حال ہے؟ بڑھیا نے کہا کہ یہاں آنے پر مجھ سے سوال ہوا کہ بڑھیا کیا لائی ہے؟ میں نے ایک آہ کھینچی اور کہا کہ ساری عمر تو مجھ کو اسی دروازہ کا حوالہ دے کر لوگ کہا کرتے تھے، کہ بڑی بی آگے جایئے، خدا دیگا۔ اور آج یہاں پہنچی تو یہ سوال ہوتا ہے، کہ کیا لائی ہے؟ میرے اس جواب پر ارشاد ہوا، کہ سچ کہتی ہے، اس کو چھوڑ دو۔

مرنے کے بعد حضرت بایزید کا خواب

۔۔ ۷۷ حضرت بایزید بسطامیؒ کو وفات کے بعد کسی نے خواب میں دیکھا پوچھا کہ آپ کا کیا حال ہے؟ فرمایا کہ مجھ سے سوال ہوا کہ بڈھے! کیا لایا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ کوئی فقیر بادشاہ کے دربار میں جاتا ہے تو اس سے یہ نہیں کہتے کہ کیا لایا ہے؟ بلکہ اس سے یہ پوچھتے ہیں کہ کیا مانگتا اور کیا چاہتا ہے؟ (نفحات الانس ص ۶۰)

ضرورت سے زیادہ دیکھنا بھی ناپسند ہے

ایک شخص حضرت داؤد طائی کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا، اور بار بار ان کو

گھورتا تھا، داؤد نے فرمایا کہ تم نہیں جانتے، کہ جیسے زیادہ بولنا ناپسند ہے زیادہ دیکھنا بھی ناپسند ہے۔ داؤد طائی ایک چھت کے نیچے بیٹھا کرتے تھے، مدتوں کے بعد ایک دن حضرت فضیل آئے اور انہوں نے چھت کو شکستہ دیکھ کر کہا کہ یہاں سے اٹھ جایئے، یہ چھت گرنا چاہتی ہے، تو فرمایا کہ میں نے کبھی اس چھت کی طرف نگاہ نہیں اٹھائی ہے۔ (تذکرۃ الاولیاء ص ۱۷۰)

خواب میں رسول خدا ﷺ کا فرمانِ عالی قوالی سننے میں برائی زیادہ ہے

حضرت ابوسعید خراز فرماتے ہیں کہ میں نے دمشق میں بحالت خواب دیکھا کہ رسول خدا ﷺ حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے تشریف لا رہے ہیں، اور میں کوئی شعر پڑھ رہا ہوں اور اپنی انگلی سینے پر مار رہا ہوں رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ اس کی برائی بھلائی سے زیادہ ہے، شیخ فریدالدین عطار فرماتے ہیں، کہ حضور کا منشا یہ تھا کہ سماع (قوالی سننے) سے بچنا چاہئے۔ (تذکرۃ الاولیاء ص ۲۹۱)

مہمان کے لئے تکلف کی مذمت

شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوحفص حداد کو چار مہینے تک اپنے گھر مہمان رکھا، جب کھانا کھلاتے، تو کوئی نیا کھانا یا حلوا پیش کرتے تھے، رخصت ہونے کے وقت ابوحفص نے کہا کہ شبلی! اگر کبھی نیشا پور آؤ تو تم کو میزبانی و جوانمردی

سکھائیں، شبلی نے کہا مجھ سے کیا حرکت ہوئی، فرمایا تم نے تکلف سے کام لیا، جو تکلف کرے وہ جوانمرد نہیں ہے، مہمان کو اس طرح رکھنا چاہئے کہ اس کے آنے سے میزبان کو گرانی نہ ہو، اور اس کے جانے سے خوشی و شادمانی نہ ہو جب تکلف کرو گے، تو ضرور ہے کہ اس کے آنے سے گرانی اور جانے سے خوشی ہوگی۔ (تذکرۃ الاولیاء ص ۲۵۱)

جب تک ایک حدیث پر پورا عمل نہیں کر لیا دوسری نہیں سنی

ابوحفص حداد کے گھر کے قریب کوئی محدث حدیث کا درس دیتے تھے، کسی نے ابوحفص سے کہا کبھی آپ سننے نہیں جاتے، فرمایا کہ تیس سال ہوئے ایک حدیث سنی تھی، ابھی اس کا پورا حق ادا کرنے نہیں پایا ہوں تو دوسری حدیثیں سن کر کیا کروں گا، پوچھا گیا وہ کون سی حدیث ہے؟ فرمایا کہ:

من حسن اسلام المرء ترکہ ما لایعنیہ (تذکرۃ الاولیاء ص ۲۴۸)	انسان کے اسلام کی عمدگی یہ ہے کہ جو بات یا چیز اس کے کام کی نہ ہو، اس کو چھوڑ دے۔

مرید بے تربیت بے پھل کا درخت ہے

شیخ ابوعلی دقاق کا ارشاد ہے کہ: ''خودرو درخت میں پتیاں تو نکل آتی ہیں، لیکن پھلتا نہیں اور اگر پھلتا بھی ہے تو اس کا پھل بے مزہ ہوتا ہے، اسی طرح جس مرید نے کسی کامل پیر کی صحبت میں تربیت نہ پائی ہو، کسی کام کا نہ ہوگا۔ (تذکرۃ الاولیاء ص ۴۶۶)

اگلے مشائخ کا اہتمام
کہ ہمارے لڑکے پیرزادگی کو ذریعۂ معاش نہ بنائیں

شیخ عبداللہ مغربی کے چار لڑکے تھے، ہر ایک کو کسی پیشہ کی تعلیم دلائی تھی، کسی نے کہا کہ خواجہ! بھلا یہ کام صاحبزادوں کے لائق ہے؟ شیخ نے فرمایا کہ میں نے ان کو پیشہ کی تعلیم اس لئے دلائی ہے، کہ میرے بعد یہ کہہ کر دوستوں کا جگر نہ کھاتے پھریں کہ ہم فلاں کے لڑکے ہیں، بلکہ ضرورت کے وقت کچھ کام کر کے کھائیں۔ (تذکرۃ الاولیاء ۳۴۸)

یہ سوچنا کہ روزی کہاں سے آتی ہے لغویت ہے

ابراہیم بن ادہم فرماتے ہیں کہ میں نے ایک متوکل سے پوچھا کہ آپ کہاں سے کھاتے ہیں، انہوں نے فرمایا کہ اس کا علم مجھ کو نہیں ہے، روزی دینے والے سے پوچھو، مجھ کو اس لغویت سے کیا کام؟ (تذکرۃ الاولیاء ۷۳)

نیک بختی و بدبختی

شیخ ابوعثمان حیری فرماتے ہیں:

علامت سعادت آنست کہ مطیع باشی وترسی کہ مردود باشی وعلامت شقاوت آنست کہ معصیت کنی وامید داری کہ مقبول باشی۔ (تذکرۃ الاولیاء ۳۰۷)

نیک بختی کا نشان یہ ہے، کہ فرمانبرداری کرو اور ڈرتے رہو کہ کہیں مردود نہ ہو جائیں اور بدبختی کی پہچان یہ ہے کہ گناہ کرو اور امید رکھو کہ مقبول ہو جائیں گے

جانکنی کی حالت میں شریعت کا پاس ولحاظ

شیخ ابو عثمان حیری پر موت کے آثار ظاہر ہوئے، تو ان کے لڑکے نے اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے، شیخ نے دیکھا تو فرمایا کہ بیٹے! تم نے خلاف سنت کام کیا، اور سنت کی مخالفت ظاہر کرنا نفاق کی نشانی ہے۔ (تذکرۃ الاولیاء ص ۳۰۸)

حضرت عمرؓ ابولولوۃ مجوسی کے خنجر سے زخمی ہو چکے ہیں، طبیب نے دیکھ کر کہہ دیا ہے کہ آپ صرف آج یا کل تک کے مہمان ہیں، عین ایسی حالت میں ان کے پاس ایک شخص آیا، اور چند تسلی کے کلمات کہے جب وہ رخصت ہونے لگا تو حضرت عمرؓ نے دیکھا کہ اس کا تہمد زمین سے لگ رہا ہے، فوراً بولے:

یاابن اخی ارفع ثوبك فانه انقیٰ لثوبك واتقیٰ لربك (بخاری)	بھتیجے! اپنا تہمد اونچا کرو، اس میں تمہارے کپڑے کی صفائی ہے اور یہی شایان تقویٰ بھی ہے۔

حضرت ابن مسعودؓ اس واقعہ کو نقل کر کے فرماتے تھے، کہ خدا عمر پر اپنی رحمت کے پھول برسائے، کہ ایسی سخت اور نازک حالت میں بھی حق بات کہنے سے وہ باز نہ رہے۔ (فتح الباری جلد ۷ ص ۴۷)

کلام میں اثر کب ہوتا ہے؟

حضرت حمدون قصار سے کسی نے پوچھا کہ اگلوں کا کلام (وعظ) ہمارے کلام سے زیادہ نفع بخش کیوں ہے؟ حمدون نے فرمایا کہ اگلے بزرگ اسلام کی

سربلندی روحوں کی نجات اور خدا کی خوشنودی کے لئے کلام کرتے تھے، اور ہم نفس کی عزت دنیا کی چاہت اور مخلوق کی عقیدت حاصل کرنے کے لئے کلام کرتے ہیں۔(طبقات کبریٰ جلد ۱ ص ۲۷)

ماں کی خدمت

حضرت مسعر بن کدام حدیث کے امام اور بڑے باخدا بزرگ تھے، ایک دن عشاء کے بعد ان کی ماں نے پانی مانگا، یہ پانی لینے کو باہر نکلے جب لے کر آئے تو ان کو نیند آ گئی تھی، مسعر گلاس ہاتھ میں لئے انتظار کرنے لگے کہ آنکھ کھلے تو پانی پلاؤں، اسی انتظار میں کھڑے کھڑے صبح ہوگئی۔(طبقات کبریٰ جلد ۱ ص ۴۹)

اخلاص کس قدر مشکل ہے

ابومحمد مرتعش فرماتے ہیں کہ میں نے تیرہ متوکلانہ حج کئے لیکن خوب غور سے دیکھا تو سب میں نفس کی خواہش کو دخل تھا، لوگوں نے پوچھا کہ یہ آپ نے کیسے جانا، تو فرمایا کہ ایک دن میری ماں نے مجھ سے کہا کہ ایک گھڑا پانی لاؤ مجھ کو یہ بات گراں گذری، اس سے میں نے سمجھ لیا کہ (اگر حکم الٰہی سمجھ کر حج ادا کئے تھے، تو ماں کی فرمانبرداری بھی حکم الٰہی ہے، پھر یہ گراں کیوں گذر رہی ہے) اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ سب حج میں نے نفسانی جذبہ سے کئے ہیں۔(تذکرۃ الاولیاء ص ۳۲۶)

درویشی کی گفتگو کرنا کس کو زیبا ہے

حضرت ابوعبداللہ جلاء سے لوگوں نے درویشی کے معنی پوچھے وہ چپ چاپ

اٹھے اور باہر چلے گئے تھوڑی دیر میں واپس آئے تو لوگوں نے پوچھا کہ آخر بات کیا تھی، فرمایا کہ میرے پاس تین ماشہ چاندی تھی مجھ کو شرم معلوم ہوئی کہ اس کو اپنے پاس رکھتے ہوئے درویشی کی گفتگو کروں، اس لئے اس کو جا کر خیرات کر آیا، تا کہ درویشی کی گفتگو کر سکوں۔ (تذکرۃ الاولیاء ۳۰۹)

ہوا پر اڑنے سے بڑا کمال نفس کی مخالفت ہے

ابو محمد مرتعش سے کسی نے کہا کہ فلاں آدمی ہوا پر اڑتا ہے، اور پانی پر چلتا ہے، انہوں نے فرمایا کہ جس کو حق تعالیٰ یہ توفیق دے کہ نفس کی خواہش پر نہ چلے وہ اس سے بزرگ و بہتر ہے، جو ہوا پر اڑتا ہے اور پانی پر چلتا ہے۔ (تذکرۃ الاولیاء ص ۳۶۷)

سب سے بڑا عارف

محمد فضل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ: ''جو ادائے شریعت میں سب سے زیادہ کوشش کرنے والا اور سنت کی رعایت اور پیروی رسول ﷺ کی سب سے زیادہ رغبت رکھنے والا ہو وہ سب سے بڑا عارف ہے۔'' (تذکرۃ الاولیاء ص ۳۲۹)

تمت